



سوال

(61) مقروض کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مقروض کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلے میں جو احادیث وارد ہیں، وہ کسی میں؟ مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

والسلام والسلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مقروض کے جنازہ کے متعلق حدیث صحیح ہے، مسند احمد، صحیح بخاری، اور سنن نسائی میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

((قَالَ لَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَتَوَلَّاهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَيَّ قَالَ حُلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوا لَمْ يَمُتْ دَنَا نِيرٌ قَالَ صَلَّى عَلَيَّ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ صَلَّى عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَ عَلَيَّ دَيْنُهُ فَصَلِّيْ عَلَيْهِ))

”یعنی ایک میت پر آپ ﷺ کو نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی گئی آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے لوگوں نے نفی میں جواب دیا، پھر فرمایا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ تین دینار کا مقروض تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم (خود ہی) اس کی نماز جنازہ پڑھ لو، اس پر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نماز جنازہ پڑھائیں میں قرض ادا کر دوں گا، پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔“

اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ، ابو داؤد، ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے یہ حدیث نقل کی ہے، اس میں الفاظ ہیں۔ ((فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ أَنَا تَكْفُلُ بِهِ)) ”یعنی میں اس کی کفالت کا ذمہ لیتا ہوں۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مسند احمد سنن ابی داؤد سنن نسائی، صحیح ابن حبان اور دارقطنی میں ہے، فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي عَلَى رَجُلٍ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَأُتِيَ بِمَيْتٍ سَأَلَ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوا لَمْ يَمُتْ دَنَا نِيرٌ قَالَ صَلَّى عَلَيَّ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ صَلَّى عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيَّ رَسُولَهُ قَالَ أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُسْلِمٍ مِنْ نَفْسِهِ فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَكُلِّي وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيُورَثِي))

”یعنی آپ ﷺ مقروض کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے، ایک میت ہوتی تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، اس پر قرض ہے، لوگوں نے کہا، دو دینار کا مقروض ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کا ذمہ اٹھالیا، جب اللہ تعالیٰ نے فراخی دے دی تو آپ ﷺ نے فرمادیا، میں ہر مسلمان سے خود اس سے بھی زیادہ قریبی ہوں۔ اگر کوئی مال چھوڑے، وہ ورثہ لیں، اور اگر کوئی قرض چھوڑ کر دے گا، تو وہ میں ادا کروں گا۔“



اسی طرح دار قطنی اور بیہقی میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

((قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ جَنَازَةٍ فَلَمَّا وَضَعَتْ قَالَ ﷺ حَلْ عَلِيٍّ صَاحِبِكُمْ مِنْ عَلِيٍّ صَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي رَافِعٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا عَلِيٌّ وَأَنَا لَهَا مِنْ فَتَاهُ يَصَلِّيُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَتَاكِ الْجَزَاكِ اللَّهُ عَنِ الْإِسْلَامِ فِيهَا وَكَانَ رَحْمَانًا كَمَا فَطَلْتَ رَحْمَانَ أَخِيكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَبَّ رَحْمَانَ أَخِيهِ إِلَّا كَبَّ اللَّهُ رَحْمَانَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ لِعُضْوِهِمْ هَذَا الْعَلِيُّ خَاصَّةً أُمَّ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً فَقَالَ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً))

”یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرض ادا کرنے کا وعدہ کر لیا، تو آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھانے پر رضامند ہوئے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کی نیک جزا دے، اور آپ کو نجات دے، جیسے کہ آپ نے اسے نجات دلائی ہے، جو مسلمان اپنے بھائی کا ذمہ اٹھا کر اسے ربائی دلوائے اللہ تعالیٰ اسے نجات دیں گے کسی نے پوچھا کیا یہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے وعدہ ہے فرمایا نہیں، بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔“

اس حدیث کی سند میں کلام ہے، مسند احمد، ابوداؤد، نسائی اور دار قطنی میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

((قَالَ تُوِّيَ رَجُلٌ فَغَسَلْنَاهُ وَطَنَاهُ وَكَفَّنَاهُ ثُمَّ بَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ تَصَلَّى عَلَيَّ فَنُحِطُ نَحْوَهُ ثُمَّ قَالَ أَعْلَيْهِ دَيْنٌ فَلَمَّا دِينَا رَانَ فَانْصَرَفَ فَمَحَلُّهَا أَبُو هَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ الدِّينَا رَانَ عَلِيُّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَدَّى اللَّهُ حَقَّ الْغُرْبِمِ وَبَرَى مِنْهُ الْمَنِيَّةَ قَالَ نَعَمْ فَصَلَّى عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ يَوْمَ مَا فَهَلَ الدِّينَا رَانَ قَالَ أَعْمَانَاتُ بِالْأَرْضِ قَالَ فَهَذَا اللَّهُ مِنْ الْعَدِّ فَقَالَ تَهْ فَضَمَّهَا قَالَ الْآنَ بَرَوْتُ عَلَيْهِ جَلْدَةً))

یہ احادیث ایسے طرق سے وارد ہیں کہ ان میں سے چند بھی حجت قائم کرنے کو کافی تھیں۔ لیکن یہ منسوخ ہیں، اور بہت سی احادیث اس نسخ پر دلالت کرتی ہیں، مثلاً صحیحین وغیرہما میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خطبہ میں فرمایا۔

((مَنْ خَلَفَ نَالَ أَوْ خَلَفَ فَلَوْ رَهْبِهِ وَمَنْ خَلَفَ كَلَّا أَوْ دِينًا فَكَلَّ إِلَى دِينِهِ عَلَيَّ))

”اگر کوئی شخص مال چھوڑ کر مرے یا حق چھوڑ کر مرے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے، اور اگر کچھ قرض یا اہل و عیال چھوڑ کر مرے تو وہ ہمارے ذمہ ہے۔“

بخاری وغیرہ میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

((نَامِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا أَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِفْرَأُونَ شَيْئًا مِنَ النَّبِيِّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَأَيُّهَا مُؤْمِنَاتُ مَا تَرَكَ نَالَ فَلْيُورِثْهُ غَضْبِي مَنْ كَانُوا وَمَنْ تَرَكَ دِينًا أَوْ ضِياعًا فَلْيَأْتِنِي فَأَنَا مَوْلَاهُ))

اسی طرح مسند امام احمد اور مسند ابویعلیٰ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

((مَنْ تَرَكَ نَالَ فَلْيَأْتِنِي وَمَنْ تَرَكَ دِينًا فَكَلَّ إِلَى دِينِهِ وَرَسُولِهِ))

ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

((مَنْ جَمَلَ مِنْ أُمَّتِي دِينًا فَجَبَدَنِي فَهَفَانَهُ فَمَا تَ قَبِلَ أَنْ يَفْضِيَنِي فَأَنَا وَلِيُّهُ))

”یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے اگر کسی نے قرض ادا کرنے کی کوشش کی لیکن ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گیا، تو اس کے ہم ولی ہیں۔“

ابن سعد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔



((اَحْسَنُ الْغَدِي هَدَىٰ مُحَمَّدٌ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُخْتَلِفًا تَبَا وَكُلُّ مُخْتَلِفٍ بِدَعْوَةِ ضَلَالَةٍ مَنْ مَاتَ تَرَكَ مَا لَا فَلَاحَ لَهُ وَمَنْ تَرَكَ دِينًا أَوْ ضِيَاءً فَأَلَىٰ وَعَلَىٰ وَأَنَا أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ))

غرضیکہ اس مضموم کی بے شمار احادیث ہیں، واضح رہے یہ احادیث مذکورہ فی الصدراحدیث (کہ جن میں آپ ﷺ نے مقروض کی نماز جنازہ پڑھانے سے اجتناب فرمایا) ہے بعد کی ہیں چنانچہ بعض روایات میں یہ تصریح بھی ہے کہ جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہونے لگا۔ اور مال و دولت کی فراوانی ہوئی تو مقروض کا قرض لینے ذمہ لیتے اور نماز جنازہ پڑھتے، مثلاً ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت پہلے ذکر ہو چکی ہے، لہذا کوئی شبہ نہیں رہنا چاہیے، یہ احادیث منسوخ ہیں، جن علماء نے ان کو منسوخ میں شمار نہیں کیا، ان پر استدراک کیا جاسکتا ہے، کیونکہ انہوں نے ناح منسوخ میں بعض وہ مسائل و احادیث بھی ذکر کی ہیں جن میں اس حدیث کی طرح تصریح موجود نہیں، بلکہ کوئی واضح قرینہ بھی نہیں صرف تقدیم زمانی کا سہارا لے کر منسوخ قرار دے دیا ہے، اور بعض جگہ امکان تطبیق کو بھی نظر انداز کر کے منسوخ قرار دیتے ہیں، اور اس حدیث کے متن میں سے نسخ ثابت ہے (اور ابن صلاح رحمہ اللہ کی تصریح کے مطابق یہ نسخ کی واضح ترین اقسام سے ہے مترجم) تو اس سے غفلت کو کیوں برتیں ((اَفَادَةُ بِمَقْدَارِ الشُّيُوخِ النَّاسِخِ وَالنُّسُخِ)) میں ہم نے ذکر کیا کہ منسوخ آیات پانچ ہیں، اور احادیث منسوخ کی تعداد ہم نے دس ذکر کی، اس وقت ہم سے ذہول ہو گیا، یہ حدیث بھی وہاں شمار کر لینی چاہیے۔

((فَتَمَّاحُ اللَّهِ عَلَىٰ رَسُولِهِ)) کی علت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص نہ تھا، بلکہ آپ ﷺ کے بعد کے خلفاء کے لیے ضروری ہے کہ وہ مقروض کا قرض اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت، حکومت اسلامیہ کے خزانہ عامرہ سے ادا کریں، اس لیے کہ یہ حکم محکم غیر منسوخ ہے پھر وہ ان حقوق کو جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھے، ان سے اپنے لیے دلیل پکڑتے بیچ، مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا **خُذْ مِنْ أَقْوَامٍ لَحْمَ صَدَقَةٍ** ظاہر ہے کہ خطاب آنحضرت ﷺ سے ہے، یہ لوگ نہیں کہتے کہ صدقہ وصول کرنا، آنحضرت ﷺ سے خاص تھا، بلکہ اسی حق کو خود استعمال کرتے ہیں۔ پس ان کے لیے ضروری ہے کہ رعایا کی وہ ذمہ داریاں بھی اٹھائیں، جو آنحضرت ﷺ اٹھاتے تھے، اسی حدیث یہ حدیث کہ ((**أَنَا وَارِثٌ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ أَخْطَلُ عَنْهُ وَارِثٌ**)) (مسند احمد، ابن ماجہ، سعید بن منصور، بیہقی) یعنی جس کا کوئی وارث نہ ہوگا، میں اس کا وارث ہوں، اور میں ہی اس کی طرف سے دیت ادا کروں گا۔ کوئی نہیں کہتا کہ میراث لاوارث صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ طبرانی کی ایک حدیث میں اس کی تصریح بھی وارد ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ((**مَنْ تَرَكَ دِينًا فَهَلَىٰ وَعَلَىٰ الْوَلَاةِ مِنْ بَعْدِ مَنْ يَنْتَ الْمُسْلِمِينَ**)) (طبرانی عن سلمان) یعنی اگر کوئی مسلمان مقروض فوت ہو تو اس کا قرض آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد خلفاء مسلمین کے ذمہ ہے کہ وہ بیت المال سے ادا کریں۔ اس حدیث کی سند میں عبد اللہ بن سعید الانصاری ضعیف ہے، لیکن ابن حبان نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث روایت کی ہے، جس سے اسے تقویت ملتی ہے، اگر نہ بھی ہو تو اس مسئلہ میں بنیاد اس حدیث پر نہیں ہے، بلکہ اس پر ہے کہ امراء کے لیے اس کے سوا چارہ نہیں اگر کہیں کہ اس کا طلب یہ ہوا کہ قرض مقروض سے ساقط ہو کر سلطان کو لاحق ہو گیا، تو ہم کہیں گے کہ یہ مسئلہ کئی شقوں میں منقسم ہے، مقروض کے پاس مال ہوگا، یا نہیں ہوگا، اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو پھر دو صورتیں ہیں کہ وہ قرض ادا کرنے کی کوشش و شدید خواہش رکھتا ہوگا، یا اس نے اس کے متعلق کوئی اہتمام ہی نہیں کیا ہوگا، اب ہر ایک کا حکم سن لیجئے، جس کے پاس مال ہے، اور وہ قرض ادا کر سکتا ہے، اگر ایسا شخص مقروض ہی فوت ہو جائے، اور مسلمانوں کی حکومت کے خزانہ میں اتنی سکت ہے کہ وہ اس قرض کو ادا کر سکے گی، اس لیے آنحضرت کا ارشاد ہے۔ ((**مَنْ خَلَفَ كَلًّا أَوْ دِينًا فَتَقْوَىٰ وَدِينُهُ عَلَىٰ**)) اگرچہ وہ باوجود قدرت کے قرض ادا نہ کرنے پر گناہ گار ہوگا، اور یہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث کے منافی نہیں اس لیے وہ زمانہ مسرت کی بات ہے، اور یہ مقروض جس نے مال ہونے کے باوجود قرض ادا نہیں کیا، گناہ کا مرتکب ہوا، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((**نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُطَهَّرَةٌ بِدِينِهِ حَتَّىٰ يُقَضَىٰ عَنْهُ** اَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي سَلَمَةَ))

”یعنی مقروض کی روح قرض کی وجہ سے لٹکتی رہتی ہے حتیٰ کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے، اس حدیث کے تمام راوی (باستثناء عمرو بن ابی سلمہ) ثقہ ہیں وہ بھی صدوق بخٹی ہے، اس لیے یہ حدیث کم از کم حسن ہوگی۔“

اور اگر کسی کے پاس مال نہیں کہ قرض ادا کر سکے، بلکہ اس کا مال کسی نے غصب کر رکھا ہے، یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے کوشش کے باوجود ادا نہیں کر سکا، تو وہ بھی اسی شخص کے حکم میں ہوگا، جو مال نہیں رکھتا۔ چنانچہ طبرانی میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

((**مَنْ دَانَ دِينًا وَفِي نَفْسِهِ وِفَاءٌ وَرَأَىٰ اللَّهَ عَنهُ وَأَوْضَىٰ غَرِيمَهُ بِمَاءٍ وَمَنْ دَانَ دِينًا وَلَيْسَ فِي نَفْسِهِ وِفَاءٌ وَرَأَىٰ اللَّهَ لَعْنَةُ اللَّهِ لِعَرِيضِهِ لِمَا مِ الْفِيَانَةِ**))

”یعنی جس نے قرض لیا، اور اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، لیکن فوت ہو گیا، تو اس سے اللہ درگزر فرمائیں گے، اور اسے قرض خواہ کو جس طرح چاہیں گے، خوش کر دیں گے، اور اگر کسی کا ارادہ ہی ادا کرنے کا نہ تھا، تو اس کا قرض خواہ کے لیے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن طلب کریں گے۔“

اسی طرح بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

((الَّذِينَ دَيْنَانِ فَمَنْ مَاتَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الْقَضَائِجَ فَمَاتَ وَلَيْتُهُ وَمَنْ مَاتَ وَلَا يَتَوَلَّى قَضَائِهِ فَمَا لَكَ الَّذِي لَوْ خُذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ لَيْسَ لِيَوْمِئِذٍ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ))

”انہ حضرت ﷺ نے فرمایا مقروض دو طرح کے ہیں، جو فوت ہوا اور اس کا قرض ادا کرنے کا پختہ ارادہ تھا تو میں اس کا ولی ہوں گا، لیکن جس کا ارادہ ہی نہ تھا، اس کی نیکیاں لی جائیں گی، کیونکہ اس دن سونا یا چاندی نہ ہوگی۔“

- اور حدیث عبد الرحمن بن ابی بکر سے مروی ہے۔

((لَوْ تَوَلَّى بِصَاحِبِ الدَّيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ اللَّهُ فِيمَ اتَّخَذْتَ أَمْوَالَ النَّاسِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّكَ تَعْلَمُ إِنَّهُ اتَى عَلَى أَنَا حَرَقَ وَأَنَا حَرَقَ فَيَقُولُ فَمَا قَضَيْتَهُ عَنْكَ الْيَوْمَ فَيَقْضِي عَنْهُ))

”قیامت کے دن ایک مقروض لیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے سوال کریں گے، تو نے لوگوں کے مال کیسے تلف کر دیے، تو وہ کہے گا، اللہ یا رب تعالیٰ تجھے علم ہے، کہ میرے پاس سے یا تو جل گیا، یا غرق ہو گیا، اللہ تعالیٰ کہیں گے، تیرا قرض ہم ادا کریں گے۔“ مسند احمد الحلیہ (البنییم) مسند بزاز نیز طبرانی میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

((يَذْعَى بِصَاحِبِ الدَّيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُؤَقَفَ بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ فِيمَ أَخَذْتَ هَذَا الدَّيْنَ وَفِيمَ ضَيَّعْتَ النَّاسَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّكَ تَعْلَمُ إِنَّ أَخَذْتَهُ فَلَئِمَّ اَكْلَ وَلَمْ اشْرَبْ وَلَمْ أُضَيِّعْ ذَلِكَ وَلَكِنَّ أُنَى عَلَى يَدِي أَنَا حَرَقَ وَأَنَا سَوَّقَ وَأَنَا ضَيَّعَ فَيَقُولُ اللَّهُ صَدَقَ عَبْدِي وَأَنَا أَعْنُ مِنْ قَضِي عَنْهُ فَيَذَعُ عَمَّا لَمْ يَشِئْ فَيُصَفِّهِ فِي كُفِّهِ مِيزَانَهُ فَمَنْ حَسَنَاتِهِ عَلَى سِيَّاتِهِ فَيُدْخِلُ الْجَنَّةَ بِمُفَضَّلِهِ وَرَحْمَتِهِ))

بخاری وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

((عَنِ الشَّبِّ بْنِ يَنْبَغُتٍ قَالَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ آدَاءَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَهَا يُرِيدُ إِتْلَافَهَا اتَّلَفَهُ اللَّهُ))

ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے۔

((بِأَمْرِ مُسْلِمِ بْنِ أَنَسٍ دَيْنًا لِيَعْلَمَ اللَّهُ أَنَّهُ يُرِيدُ آدَاءَهُ إِلَّا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))

الغرض اگر کسی نے قرض لیا، لیکن کوشش اور خواہش کے باوجود ادا نہ کر سکا، تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دیں گے، اور وہ گناہ گار نہ ہوگا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اس کے پاس ادا کرنے کے لیے مال تو نہ تھا، لیکن اس نے قرض چکانے کے لیے کما حقہ کوشش بھی نہیں کی، اس صورت میں اس سے قرض ادا کرنے کی کوشش نہ کرنے پر مواخذہ ہوگا، البتہ اصل جواب طلبی مسلمان کی ہوگی کہ اس نے تو نگرہی کے باوجود اس کا قرض ادا کس لیے نہ کیا؟ اور اگر اس نے وہ مال کی فضول خرچی یا معصیت سے تباہ نہیں کر ڈالا ہے، تو عین ممکن ہے، کہ رب غفور اس سے باز پرس ہی نہ فرمائیں، یا زیادہ سے زیادہ اس سے یہ سوال کر لیا جائے کہ اس نے کوشش کیوں نہ کی، لیکن سلطان المسلمین اس معاملہ میں جوابدہ ہوگا، اگر کسی کے پاس صرف اپنے اور اہل و عیال کا ستر ڈھانپنے کے کپڑے اور دو وقت کا کھانا کھانے کی سکت ہی ہے تو اسے ہم ”بے مال“ سے تعبیر کر سکتے ہیں، لیکن اگر کوئی اس کے سوا جائیداد اور ساز و سامان یا مکانات کا مالک ہے، اور سمجھتا ہے کہ صرف دل میں خواہش اور نیت کر کے اس حدیث کے مطابق نجات حاصل کرے گا، تو یہ سخت غلطی میں ہے خود فریبی میں مبتلا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا فرمان ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ)) ”تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔“ تحفیف پر نہیں بلکہ تہدید پر محمول ہے، لقمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ((لَا أَشْهَدُ عَلَى

(جوز) بھی اسی پر محمول ہے،

ممکن ہے کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ آنحضرت ﷺ نے مقروض کی نماز جنازہ پڑھانے سے اجتناب فرمایا اس کی بجائے قرض خواہ سے سفارش کر کے قرض معاف کرا دیتے، ایسا کرنا مناسب نہ ہوتا، کیونکہ آپ ﷺ حلال و حرام کی تمیز سمجھانے کے لیے مبعوث ہوئے، اگر آپ ﷺ ایسی سفارشات شروع کر دیتے، تو بعض لوگوں کے دلوں سے حقوق عباد کی عظمت ختم ہو جانے کا اندیشہ تھا، پھر بعض لوگ تو خوشی اپنے حق سے دست بردار ہو جاتے، لیکن ممکن ہے بعض لوگ بطیب خاطر معاف نہ کرتے گو بظاہر آنحضرت ﷺ نے اسے خاوند کی طرف رجوع کی ترغیب دلائی تو اس نے کہا، آپ ﷺ حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں صرف سفارش کرتا ہوں، وہ اس پر رضا مند نہ ہوئی، اسی طرح بنو ہوازن نے جب اپنے اموال و عورتوں کی واپسی کی درخواست کی آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم آئے نہیں اب تو ایک ہی چیز مل سکتی ہے، انہوں نے عورتوں اور بچوں کی واپسی چاہی آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی رضا مندی سے انہیں واگزار کیا، اور حرث بظاہر طیب نفس پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ ”عرفائی“ کو مقرر کیا کہ وہ خوشوں کو ناخوش سے الگ کرین۔ استیفاء بھی حدیث سے ثابت ہے۔

الغرض آنحضرت ﷺ مسلمانوں کی مصلحت و خیر خواہی کے لیے حقوق غیر ثابتہ میں سفارش کر دیا کرتے تھے، مثلاً کسی جگہ میاں بیوی کا تنازعہ ہو یا مسلمانوں کا آپس میں شیرازہ متحد رکھنے کے مسئلہ میں لہذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ دوسروں کو قرض ادا کرنے کا حکم کرنے کی بجائے قرض خواہ کو معاف کرنے کے لیے کیوں نہیں کہا، البتہ بعض اوقات مصالحت کرانے کے لیے ایسا بھی کرتے، مثلاً صحیح بخاری میں ہے کہ دو آدمی مسجد میں جھگڑ پڑے آپ ﷺ نے قرض خواہ کو نصف معاف کرنے کو کہا اور مقروض کو جلدی ادا کرنے کا حکم دیا۔

یہ بھی واضح ہونا چاہیے کہ حدیث سلمہ بن اوع رضی اللہ عنہ اس مقروض سے خاص ہے جو قرض ادا کرنے کے برابر ترکہ نہ چھوڑے، ورنہ اس کا قرضہ اس کے ترکہ سے ادا کر دیا جاتا، اس کے بعد اس ائتناع کو مسنون کر دیا گیا، اب کسی حالت میں بھی اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے اجتناب کا جواب باقی نہیں، بلکہ سلطان ادا کرنے کا ذمہ دار ہے، اگر ترکہ سے قرض ادا کرنا ممکن ہے، اور سلطان کے پاس اس قدر مال نہیں یا وہ عامل بشریف نہیں تو اس سے قرض ختم نہ ہوگا، بلکہ میت کے ورثاء ادا کریں، کیونکہ ان کا حق بعد میں ہے کہ ارشاد خداوندی ہے۔ **مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ** بادشاہ کی اس معاملہ میں لاپرواہی ورثہ کے لیے دلیل نہیں ہے، ورنہ لوگوں کے مال ضائع ہوں گے، خاص طور پر اس زمانہ میں کہ اموال خدا (مسلمانوں کے خزانہ) میں اس حد میں کوئی رقم باقی نہیں ہے۔ نیز یہ **مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ** ارشاد خداوندی کے خلاف ہے، وارث کو اس وقت تک کوئی حق نہیں کہ میراث پائے جب تک قرضہ ادا نہ کرے، الحاصل یہ کہ قرض کی جوابدہی سلطان سے ہوگی، یا مدیون سے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص لوگوں کا مال زبردستی چھین کر کھالے، اس کی نماز جنازہ کے متعلق کیا حکم ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مقروض کی نماز جنازہ سے ائتناع مسنون نہ ہو تو اس ظالم کی نماز جنازہ بالاولیٰ مستحق اجتناب و ائتناع ہوتی، لیکن اب وہ حکم مسنون ہو چکا ہے، اب اس ائتناع کی کوئی وجہ نہیں ہے، اسی طرح دیگر گناہ گاروں کا حال ہے کہ ان پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے، البتہ بعض جاور قسم کے مقلدین یہ کہتے ہیں کہ فاسق کی نماز جنازہ نہیں ہوتی، اور اس کی کوئی دلیل نہیں ہے،

آنحضرت ﷺ نے مقروض کی نماز جنازہ سے اجتناب فرمایا، لیکن اس سے استدلال درست نہیں اس لیے کہ اولاً یہ مسنون ہے، ثانیاً مسنون نہ بھی تو آپ ﷺ کا فرمان **((صَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ))** صاف دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ نماز نہ پڑھاتے تو کوئی قائم مقام پڑھاتا، اس لیے کہ باقی مسلمانوں کی طرح اس کی نماز جنازہ واجب ہے، بلکہ یہ گناہ گار تو دعا مغفرت کے زیادہ محتاج ہیں، شوکانی فرماتے ہیں، اگرچہ مسلمانوں میں عملی طور پر تفاوت ہے، لیکن اسلام کا کلمہ اور ایمان ان سب کو شامل ہے، اس لیے سب کا حکم ایک ہی ہوگا۔ **((وَحَسَابُ النَّاصِيَةِ عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ))** ”گناہ گاروں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔“ اگرچاہے تو معاف کر دے، اور چاہے تو شفاعت الشافین قبول کرے، اور اگرچاہے تو انہیں سزا دے۔

((لَا يُنْتَلَىٰ عَمَّا يُفْعَلُ وَهُمْ يُسْتَلُونَ نَاشَأَ اللَّهُ كَانَ نَأَمُ يَشَاءَ لَمْ يَأْنِ))

مسلمانوں کا صرف کافر یا منافق کی نماز جنازہ سے روکا گیا ہے۔ **((أَمَّا ذَلِكَ مَعْلُومٌ وَلَا يُنْتَلَى))**

((وَفِي هَذَا الْمَقْدَارِ كَفَايَةٌ لِمَنْ لَهُ هِدَايَةٌ - وَاللَّهُ أَعْلَمُ))



مترجم: محمد من الفارسیہ، بندہ عبد الرشید اظہر۔

(الدلیل الطالب علی ارجح الطالب ص ۳۸۹ تا ص ۳۹۷)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 05 ص 123-132

محدث فتویٰ